اردو زبان وادب اور اکیسویں صدی کے تقاضے

ڈاکٹر نذر عابد

Dr. Nazar Abid

Head of Urdu Department,

Hazara University, Mansehra.

عادل سعید قریشی

Adil Saeed Qureshi

Ph.D Scholar, Department of Urdu,

Hazara University, Mansehra.

Abstract:

Urdu is not only the national language of Pakistan but it also serves as a lingua franca in the whole region of Sub-Continent. 21st century is a challenging era for all the languages including Urdu as information technology has effected every walk of life. In this article an analytical study has been brought forward regarding the challenges being faced by Urdu language and literature in the prevailing situation of 21st century.

زبانوں کے خاندانوں میں کم عمر ہونے کے باوجود اردو زبان بلا شبہ دنیا میں بولی جانے والی زبانوں میں تیسرے نمبر پر ہے۔ اردو زبان کا یہ اعزاز بھی ہے کہ وہ برصغیر کی لینگوا فرینکا ہے اور افغان جنگ کے بعد یہ زبان روسی ریاستوں کی سرحدوں تک جا پہنچی ہے۔ سی پیک کے ثمرات میں ایک ثمر اردو زبان کی چینی علاقوں تک رسائی کی صورت میں بھی ظاہر ہو رہا ہے اور شنگھائی اور بیجنگ یونیورسٹیاں اور نمل یونیورسٹی اسلام آباد میں بھی چینی افراد اردو سیکھ رہے ہیں۔ زبان کے دائرہ کار کے ساتھ ساتھ اردو زبان اپنے علمی ذخیرے کے حوالے سے بھی دنیا کی بڑی سے بڑی زبان کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اردو میں اسلامی تاریخ، فقہ، تصوف، شعری ونثری قدیم وجدید اصناف میں قابل قدر ادب تخلیق ہوا اور ہنوز جاری وساری ہے۔ اردو ادب کی تاریخ قریباً چھے سو سال سے غیر معمولی رفتار سے ارتقا پذیر ہے جس کی مثال نسبتاً جدید زبانوں کی تاریخ میں تو کم از کم نہیں ملتی۔(۱)

اکیسویں صدی کے چیلنجز کو مدنظر رکھا جائے تو سوچا جا سکتا ہے کہ پاکستان کی قومی، سرکاری اور آئینی زبان کا مستقبل کیا ہے؟ تاریخی طور پر دیکھا جائے تو برصغیر میں ہندو مسلم اتحاد اور یگانگت کا واحد حوالہ کبھی یہی زبان تھی۔ پھر ایسا ماحول اور

حالات پیدا کر دیے گیے کہ یہ زبان اردو صرف اسلامیان ہند تک محدود ہو کر رہ گئی جبکہ یہ ہندو مسلم سماج کی مشترکہ زبان تھی لیکن سیاسی مصلحتوں اور وقتی مفادات کے حصول کے لیے ہندوؤں نے اردو سے لاتعلقی اختیار کر لی اردو کو انگریزی دور حکومت میں ''ہندی'' بنانے کی بہت سی کاوشیں سامنے آئیں جن میں ایک واردھا سکیم بھی تھی۔(۲) مہاتما گاندھی نے ۱۹۴۰ء ناگ پور (انڈیا) میں ساہتیہ سملین کے ایک اجلاس میں یہاں تک کہہ دیا تھا:

> ''اردو کو مسلمان بادشاہوں نے ترقی دی، اب یہ مسلمانوں کا کام ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اس کی پرورش کریں۔''(۳)

ہندوؤں کی اسی کج فہمی اور تعصب نے اردو کو ان کے لیے غیر بنا دیا اور مسلمان قوم کو یہ ادراک ملا کہ انگریز اور ہندو دونوں مسلمانوں اور اردو کے مخالف اور دشمن ہیں کیونکہ اردو مسلمانوں کی تاریخ کی امین، ثقافت کی شناخت اور حکمرانی کی دین تھی۔ اس خیال کو تقویت قائداعظم محمد علی جناح کے اس قول سے ملتی ہے جو انھوں نے جلسہ تقسیم اسناد ڈھاکہ یونیورسٹی میں ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء میں فرمایا تھا:

> ''اگر پاکستان کے مختلف حصوں کو باہم متحد ہو کر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہونا ہے تو اس کی سرکاری زبان ایک ہی ہوسکتی ہے جو میری ذاتی رائے میں اردو اور صرف اردو ہے۔''(۴)

یوں مسلمانوں نے اردو زبان کو اپنایا اور پھر اس زبان نے پاکستان کی تحریک آزادی میں وہ بے مثال کردار ادا کیا کہ جس کے نتیجے کے طور دنیا کے نقشے پر مسلمانوں کا ایک نیا ملک ابھر کر سامنے آیا۔ ان تاریخی حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامیان ہندو پاک نے اس زبان کو ہمیشہ عزیز رکھا اور اس زبان کو صرف زبان نہیں جانا بلکہ اردو کو ایک وسیلہ اتحاد و یگانگت گردانا جیسے فرانسیسی مستشرق گارساں دتاسی نے لکھا تھا:

> ''قوموں میں کوئی چیز اس قدر اختلاف پیدا نہیں کرتی جتنا یہ کہ ان کی زبانیں مختلف ہوں اور کوئی چیز اتنا اتحاد و یگانگت پیدا نہیں کرتی جتنی ایک مشترک زبان۔ یہ حقیقت اس قدر عیاں ہے کہ اس کے لیے مثال کی ضرورت نہیں۔''(۵)

قصہ کوتاہ اردو زبان ایک شاندار ماضی کے ساتھ ساتھ قابل اطمینان حال اور روشن مستقبل اس لیے رکھتی ہے کہ پاکستانی قوم نے اس زبان کو آئینی تحفظ دے رکھا ہے گو اس کے دفتری زبان ہونے میں کچھ عملی مسائل اور کچھ ثقافتی و معاشرتی رکاوٹیں اب بھی موجود ہیں لیکن عوام اور خواص اس زبان سے دلی محبت اور رغبت رکھتے ہیں اور وہ دن دور نہیں کہ جب اردو کو اس کا حقیقی مقام بھی مل جائے گا۔

اکیسویں صدی کے چیلنجز کا جہاں تک تعلق ہے تو اردو زبان و ادب کے ماہرین اور مزاج آشنا اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اردو زبان و ادب کے اندر وہ صلاحیت اور اہلیت بدرجہ اتم موجود ہے کہ جو مختلف حالات اور تقاضوں کا کماحقہٗ مقابلہ کر سکے۔ روز اول سے ہی اس زبان کو کئی سنجیدہ چیلنجز کا سامنا رہا ہے مثلاً کہیں فارسی زدگی کا طعن آمیز رویہ تھا تو کہیں مقامیت کی تحریکوں کا سامنا، کہیں عربی اور فارسی الفاظ کو چھان کر الگ کرنا تھا تو کہیں ہندی کو رواج دینے کی مہمات، کہیں عربی فارسی رسم الخط پر مباحث تو کہیں رومن خط کی وکالتیں، کہیں انگریزی الفاظ و اصطلاحات کو من عن اپنا لینے کی تجویزیں اور کہیں مفرس اور

معرب اصطلاحات سازی کے رجحان کو رواج دینے پر اصرار، کبھی اردو کے لہجوں کے لحاظ کے اعتبار سے دبستانوی معیار کو وجہ تنازعہ بنانے کی کوششیں کی گئیں۔ کہیں اردو کی جنم بھومی کو متنازعہ بنا کر تعصّبات کی کوششیں کی گئیں اور کہیں اردو کی بنگلہ زبان سے پنجہ آزمائی کرائی گئی۔ غرض اس زبان کے ساتھ کیا کیا نہ ہوا مگر اردو زبان آئے دن نکھرتی گئی اور سنورتی چلی گئی۔ عوام الناس نے اس زبان کو فلسفیانہ بنیادیں جانے بغیر سیکھا، برتا اور چاہا۔ خواص نے اس کو تہذیبی پس منظر کو جانتے ہوئے دل سے چاہا ہے۔ فورٹ ولیم کالج، دہلی کالج، انجمن ترقی اردو، جامعہ عثمانیہ، دارالمصنفین نے یہ بات ثابت کر دیا کہ اردو ایک ایسی زبان ہے جو کسی بھی دوسری زندہ زبان کی طرح اپنی بقا کی طاقت ہی نہیں رکھتی بلکہ اپنی افزائش اور پرداخت کی قوت کاملہ بھی رکھتی ہے۔(۶)

اکیسویں صدی کے چیلنجز کے باب میں مفکرین اردو اور ماہرین ادب سنجیدگی اور بالغ نظری سے بچار کر رہے ہیں کہ وہ کون سے مسائل اور تقاضے ہیں جن سے اردو زبان و ادب کو اس صدی میں نبرد آزما ہونا پڑے گا۔ یوں اس سطح کی منصوبہ بندی ممکن ہوگی جس کے بل بوتے پر اردو زبان و ادب آنے والے وقت کے تقاضوں کو پورا کر پائے گا۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اردو کا مستقبل محفوظ اور روشن ہے کیوں کہ اس زبان میں وہ قوت اور صلاحیت موجود ہے کہ یہ کٹھن اور مشکل حالات میں ترقی اور ارتقا حاصل کر سکے۔ مختار زمن اردو کی اصل قوت کے سرچشمے کی نشان دہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''اصل میں اردو کی پوری کارکردگی خود اس کی سپنج صفت قوت جاذبہ سے ممتاز ہے۔ مقامی پراکرتوں سے جنم لے کر اس نے فارسی، عربی، انگریزی، ترکی، سنسکرت، پرتگیزی، ہندی، علاقائی بولیوں اور زبانوں سے بے دھڑک الفاظ لے کر اپنے دامن کو وسیع کیا۔ اردو کے حق میں یہی ایک پر زور نکتہ ہے جو اسے مستقبل کی بڑی زبانوں میں سے ایک زبان بننے کی فوقیت عطا کرتا ہے۔''(۷)

اردو زبان کی یہی سب سے بڑی خوبی ہے جو نہ صرف اس کی مقبولیت کی وجہ بنی بلکہ اقوام عالم میں ایک معروف زبان کے طور پر ابھر کر سامنے آئی۔ اکیسویں صدی جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی کی صدی ہے، معلومات کے حصول اور ترسیل سے لے کر تحصیل علم کے تمام تر ذرائع قرطاس و قلم سے بتدریج دوری اختیار کرتے ہوئے ڈیجیٹل ہوتے جا رہے ہیں۔ آج انٹرنیٹ کے انقلاب آفریں دور میں اردو کو بھی ہر وہ سہولت میسر ہے جو کسی بھی ترقی یافتہ زبان کو حاصل ہو سکتی ہے۔ انٹرنیٹ پر اردو زبان سیکھنے اور ادب پڑھنے کی مکمل سہولتیں موجود ہیں۔ ایسی ایسی ایپس اور ویب سائٹس بنائی جا رہی ہیں جو اردو کو نئے عہد کے تقاضوں سے نبرد آزما ہونے میں مدد دے رہی ہیں۔ قدیم و جدید کتب پی۔ڈی۔ایف فارم میں منتقل کر کے برقیاتی لائبریریوں میں محفوظ کی جا رہی ہیں اور ایسی کتابیں اور مخطوطے جنھیں یورپ میں دیکھ کر دل سیپارہ ہوتا تھا آج وہ سب انٹرنیٹ پر ایک جنبش انگشت کے فاصلے پر میسر ہے۔ اسی لیے دنیائے تحقیق بھی آج کمپیوٹر کی رہین منت ہے۔ اب اردو کے بھی کی۔پیڈ آ گئے ہیں اور خط نستعلیق نے کمپیوٹر پر بھی جگہ بنالی ہے۔ اس ساری گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ اردو زبان جدید عہد کے تقاضوں کا ادراک بھی رکھتی ہے اور اپنے کم وسائل اور کمزور اقتصادی حالت کے باوجود وہ خود کو نئے عہد کے تقاضوں اور مطالبوں سے نبرد آزما ہونے کی تیاری میں بھی مصروف ہے گویا اردو زبان اکیسویں صدی میں پیش آنے والے تمام چیلنجوں کا سامنا نہایت باوقار اور بااعتماد طریقے سے کرنے کی صلاحیت سے بہرہ مند ہے۔

پاکستان کی قومی، سرکاری اور آئینی زبان ہونے کے سبب پاکستانی قوم نے اردو زبان کے حوالے سے اکیسویں صدی کے تقاضوں سے نمٹنے کے لیے تیاریاں بیسویں صدی کی آخری تین دہائیوں میں شروع کر دی تھیں۔حکومت پاکستان نے بھی اپنی اس ذمہ داری سے کوتاہی نہیں برتی اور کچھ قائم شدہ اداروں کو فعال کرنے اور نئے اداروں کو قائم کرنے کا اصولی فیصلہ کیا تا کہ پاکستانی ثقافت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھنے والی زبان اور ہند مسلم تہذیب کی حسین یادگار اردو زبان آنے والے وقتوں میں محفوظ و مامون رہے۔ان اداروں کو قائم کرنے کا مقصد اردو کے حال اور مستقبل کا سنوارنا ہی نہیں ہے بلکہ ماضی سے اس کی وابستگی اور تعلق قائم رکھتے ہوئے نئی نسل کو اس ورثہ کی عظمت سے متعارف کرانا بھی ہے۔ذیل میں ان اداروں کی ایک غیر رسمی فہرست دی جا رہی ہے۔

۱۔ادارہ برائے فروغ قومی زبان پاکستان	۲۔اکادمی ادبیات پاکستان
۳۔نیشنل بک فاؤنڈیشن پاکستان	۴۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور
۵۔پاکستان نیشنل کونسل آف دی آرٹس اسلام آباد	۶۔انجمن ترقی اردو پاکستان
۷۔قائد اعظم اکادمی کراچی	۸۔اردو لغت بورڈ
۹۔اردو سائنس بورڈ	۱۰۔مجلس ترقی ادب لاہور
۱۱۔اقبال اکیڈمی لاہور	۱۲۔بزم اقبال لاہور
۱۳۔مرکزی اردو بورڈ کراچی	۱۴۔نظریہ پاکستان ٹرسٹ لاہور(۸)

یہ تمام ادارے اردو زبان و ادب کی سرپرستی اور تحفظ کے ذمہ دار ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان اداروں نے بڑی حد تک اپنی ذمہ داریاں نبھائی بھی ہیں۔ان اداروں نے اردو زبان کے نفاذ، اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے، عدالتی اور دفتری زبان کے لیے اصطلاحات سازی اور فنی تعلیم کی کتب کے تراجم اور تخلیق کاروں اور محققین اور ناقدین کی نگارشات کی اشاعت کے حوالے سے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا تیار کردہ انسائیکلوپیڈیا بھی اس حوالے سے خاصے کی چیز ہے۔(۹) اس کے ساتھ ساتھ متعدد یونیورسٹیوں اور پوسٹ گریجوایٹ کالجوں کے شعبہ ہائے اردو نے بھی اردو زبان اور ادب کی ترویج میں کئی اداروں سے بڑھ کر خدمات انجام دی ہیں۔

ہر زبان کی طرح اردو زبان و ادب کو بھی اکیسویں صدی میں کئی چیلنجز کا سامنا ہے۔اکیسویں صدی کا اعزاز یہ ہے کہ یہ ''کاغذ اور قلم'' کی صدی نہیں رہی بلکہ یہ صدی ''ذخیراتی علم اور معلومات'' کی صدی ہے جہاں ''سافٹ'' صورت میں کتب، مقالات، نقشہ جات غرض ہر شے محفوظ کی جا رہی ہے۔برقیاتی لائبریریاں، موبائل، لیپ ٹاپ، ٹیبلٹ، کمپیوٹر جیسے آلات میں لاکھوں صفحات کو ایک کلو بائٹ، میگا بائٹ، گیگا بائٹ، ٹیرا بائٹ اور پیٹا بائیٹ وغیرہ میں تبدیل کیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس صدی میں پرنٹ میڈیا سے الیکٹرک اور سوشل میڈیا بازی لے گیا ہے۔(۱۰)

اردو زبان و ادب نے بھی اس عہد کے مطالبات کو درخور اعتنا سمجھا اور اس صدی کے ناگزیر چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے خود کو آراستہ و پیراستہ کیا۔اس آراستگی میں سرکاری، نیم سرکاری اور انفرادی سطح پر مختلف خدمات انجام دی جا رہی ہیں۔اکیسویں صدی میں اردو زبان و ادب کو درپیش چند نمایاں اور معروف چیلنجز کی ایک غیر رسمی فہرست یوں مرتب کی جا سکتی ہے:

۱۔اردو زبان کو ہر سطح پر ذریعہ تدریس بنانا اور اس شعبہ کو جدید ٹیکنالوجی سے روشناس کرانا۔
۲۔اردو زبان و ادب کو اکیسویں صدی کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوتے ہوئے ترقی دینا۔
۳۔اردو ادب کو جدید مغربی اور مشرقی رجحانات سے لیس کرنا۔
۴۔فنِ ترجمہ نگاری کو جدید خطوط پر استوار کرنا۔
۵۔اردو زبان کو دفتری زبان کے طور پر نافذ کرانا۔
۶۔اردو زبان کی مارکیٹ میں صارفیت کی سکت پیدا کرنا تاکہ لوگ اس کی تحصیل کریں۔
۷۔اہلِ ادب اور ادبی اداروں کو اقتصادی طور پر مضبوط کرنا۔
۸۔ادبی اداروں کے لیے دیگر مضبوط اقتصادیات رکھنے والے اداروں سے معاونت حاصل کرنا۔
۹۔اردو زبان و ادب کی ترویج کے لیے قائم کردہ اداروں کی سربراہی بیوروکریٹس کی بجائے ٹیکنوکریٹس کے حوالے کرنا۔
۱۰۔اردو زبان و ادب کی ترویج کے لیے الیکٹرانک، پرنٹ اور سوشل میڈیا کو فعال کرنا۔
۱۱۔اصطلاحات سازی کے عمل کو آسان اور قابلِ فہم بناتے ہوئے توسیع دینا۔
۱۲۔اردو صحافت کو فروغ دینا۔

ان چیلنجز کا تقاضا یہ ہے کہ محبانِ اردو ان سے نمٹنے کے لیے اخلاص اور سنجیدگی سے کام شروع کریں۔اردو نے ان سے کٹھن حالات میں بھی اپنا تحفظ خود کیا ہے اور اردو کے محبان نے بھی کبھی اردو کو تنہا نہیں چھوڑا۔آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اردو زبان کو فوری طور پر دفتری زبان کا درجہ دیا جائے اور دوسری سطح پر اردو کو پاکستانی نظامِ تعلیم میں ذریعہ تعلیم بنایا جائے اور یوں پوری قوم یک سوئی کے ساتھ اپنی قومی اور آئینی زبان کی ترقی اور اشاعت کے لیے کام کرے۔(۱۱)

اکیسویں صدی کے ان چیلنجز سے قطع نظر اردو زبان کو پاکستان کے اندر بھی کئی چیلنجوں کا سامنا ہے۔ملک کے اندر ایک مخصوص طبقہ اپنے مفادات کے پیشِ نظر اردو کے فروغ میں حائل ہے۔اپنی خاص غلامانہ ذہنیت کی تسکین اور اپنے غیر ملکی آقاؤں کی تمناؤں کی تکمیل کی خاطر یہ طبقہ کسی صورت بھی اردو زبان کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتا۔(۱۲) پاکستانی قوم کے لیے لازم ہے کہ ایسے عناصر کی سرگرمیوں سے نہ صرف آگاہ رہے بلکہ ان کی کاوشوں کو کسی صورت کامیابی سے ہمکنار نہ ہونے دے۔اسے اس حقیقت سے باخبر ہونا چاہیے کہ اسلام، پاکستان اور اردو ایک مثلث ہے اسی مثلث میں ہماری شناخت اور ہمارا ہر حوالہ موجود ہے۔برصغیر میں مسلم عہد نے اردو کو جنم دیا اور اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔اردو نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا لیکن اصل کہانی یہ بھی ہے کہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء سے ہی پاکستان کو استعماری اور صیہونی قوتوں نے نشانے پر لے لیا تھا اور ان قوتوں نے اردو زبان کے خلاف کام کیا اور آج بھی پاکستان اپنے سخت ترین اور کٹھن دور سے گزر رہا ہے۔سیاسی عدم استحکام سے شروع ہونے والی کہانی آج دہشت گردی، تخریب کاری اور لسانی و علاقائی تعصّبات تک آن پہنچی ہے۔(۱۳) اشرافیہ کے اپنے مسائل ہیں اور عوام کے اپنے جھمیلے۔لیکن یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آنے والا زمانہ اردو کا ہے اور یہ زبان جدید عہد کے تمام تقاضوں اور مطالبوں کو پورا کرے گی اور یوں یہ زبان پاکستان اور اہلِ پاکستان کا حوالہ بنے گی۔

بحث کو منطقی انجام کی طرف لے جاتے ہوئے یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ اردو زبان اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں سے ہر

جنگ جیت لے گی۔اس جیت کے لیے اردو اور اہل اردو کو ہر محاذ پر مستعدرہنا ہوگا اور اردو زبان و ادب کے لیے دامے سخنے اور قدمے اپنی خدمات پیش کرنا ہوں گی۔اردو کے عوامی سطح پر یا انفرادی سطح پر نفاذ کے لیے نہ سرمائے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی ایجنسی سے اجازت نامے کی یعنی عوام اگر اپنے دعوت نامے، وزٹنگ کارڈ، دکانوں کے شناختے، گاڑیوں کی نمبر پلیٹیں، گھروں کی شناختی تختیاں وغیرہ اردو میں لکھوانے لگ جائیں تو بھی اس زبان کے رواج کی کئی غیر رسمی راہیں کھل جائیں گی کیوں کہ انقلاب ہمیشہ عوامی سطح سے پیدا ہوا کرتا ہے۔اس صدی میں یہ عوامی شعور آوری کی تحریک کا چیلنج بھی پاکستانی قوم کے سامنے سب سے بڑا چیلنج ہے۔

غرض اردو میں وہ تمام خصائص موجود ہیں جو اس کی ترقی اور ترویج کے ضامن ہیں جن میں حروف تہجی کا تنوع، صوتیاتی ورائٹی، معنوی وسعت کے وسائل، انجذاب اور اکتساب کی صلاحیت تامہ، الفاظ سازی کا ہنر، جملے کی بنت میں گنجائش، زبان کے قواعد میں لچک، نئے الفاظ کے لیے سابقے اور لاحقے کی سہولت، ترکیب سازی کا فن، اصطلاحات سازی، عربی اور فارسی کے علاوہ سنسکرت کا ذخیرہ الفاظ، مقامی اور علاقائی زبانوں سے رشتہ داری اور قرابت، رسم الخط کی تازگی اور جدت، ساختیاتی ندرت، ادبی روایات کی ثروت مندی، جدید مغربی رجحانات کی بلاواسطہ اور بالواسطہ موجودگی، مسبوط اور مستنبط ادبی و لسانی تاریخ اور سب سے بڑھ کر اسلامیانِ ہند کی غیر مشروط محبت اور اپنائیت بھی اردو کو حاصل ہے۔یوں کہا جا سکتا ہے کہ اردو زبان و ادب اکیسویں صدی کے ہر چیلنج اور مطالبے کو آسانی اور سہولت کے ساتھ پورا کرنے کی بھرپور اہلیت اور صلاحیت رکھتی ہے اور آنے والا وقت دیکھے گا اردو زبان اپنی وسعت اور جامعیت میں دیگر زبانوں کو کوسوں پیچھے چھوڑ دے گی۔

حوالہ جات

۱۔ اے۔بی اشرف، ڈاکٹر، مسائل ادب، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء، ص:۳۴

۲۔ عبداللہ، سید، ڈاکٹر، تحریک نفاذ اردو، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۵ء، ص:۱۱۷

۳۔ محمد اکرام، شیخ، پاکستان کو ثقافتی ورثہ، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲۰۱۱ء، ص:۱۳

۴۔ عطش دُرانی، مضمون: قائداعظم، مشمولہ: پاکستان ایک نظریہ ایک تحریک، لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۹۶ء، ص:۳۲

۵۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، مضمون: گارساں دتاسی، مشمولہ: قومی زبان: یک جہتی، نفاذ اور مسائل، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۷۹ء، ص:۲

۶۔ اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر، فروغ اردو: فورٹ ولیم کالج سے ایف سی کالج تک، مشمولہ: اخبار اردو، جلد ۵۲، شمارہ ۱۰، اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص:۳۱

۷۔ مختار زمن، اردو کی وسعت اور جامعیت، مشمولہ: اخبار اردو، جلد ۶۳، شمارہ ۱۰، اکتوبر ۲۰۱۸ء، ص:۲

۸۔ عبداللہ، سید، ڈاکٹر، تحریک نفاذ اردو، ص:۳۲۷

۹۔ روبینہ شاہین، ڈاکٹر، ڈاکٹر سید عبداللہ: شخصیت و فن، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۰۳ء، ص:۷۸

۱۰۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، قومی زبان: یک جہتی، نفاذ اور مسائل، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۱۹۷۹ء، ص:۱۱۱

۱۱۔ عطش درانی، ڈاکٹر، اردو جدید تقاضے، نئی جہتیں، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۰۶ء، ص:۱۷۷

۱۲۔ عبدالرشید، میاں، پاکستان کا پس منظر اور پیش منظر، لاہور: ادارہ تحقیقات پاکستان، ۱۹۷۹ء، ص:۲۱۳

۱۳۔ عبداللہ، سید، ڈاکٹر، تعلیمی خطبات، لاہور: مجلس ارادتمندان سید، ۱۹۶۶ء، ص:۴۴۱